جنوبی کوریا: نوجوانوں کی خودکشی کی شرح دنیا میں سب سے زیادہ

کوریا اور دنیا بھر میں تعلیم کا مقصد صرف اور صرف پیسے کمانا ہے

کوریا کا وہ طالب علم جو اسکول کے لیے صبح چھ بجے بیدار ہوجاتا ہے اور مستقبل کے سنہری خواب اپنی آنکھوں میں سجائے، بستہ کندھے پر رکھے، عالیشان گھر، عمدہ ملازمت اور جدید سہولیات زندگی کے حصول کی نہ ختم ہونے والی دوڑ میں شریک ہے۔ اس کی یہ جستجو، جو قومی جستجو بن چکی ہے، کوریا کے تعلیمی نظام کو دنیا کا بہترین تعلیمی نظام بنانے کا سبب ہے۔ جنوبی کوریا کے تعلیمی نظام کے ۹۷ فیصد طالب علم GCSEs کے پانچ سی گریڈ کے مساوی کامیابی حاصل کرتے ہیں جو کہ Organization of Economonic Coperation and Development (OECD) کے مطابق کسی بھی لیبر مارکیٹ میں داخلے کے لیے بنیادی اہلیت ہے اور دنیا میں کسی دوسرے ملک کے طالب علم اتنی بڑی تعداد میں یہ نشانات حاصل نہیں کرسکے ہیں۔ برطانیہ میں صرف ۷۱ فیصد طلباء GCSEs میں پانچ سی گریڈ حاصل کر پاتے ہیں۔

جنوبی کوریا تعلیم میں اول نمبر پر:

OECD کی سالانہ روداد Education at a glance ''تعلیم ایک نظر میں'' کے مطابق OECD کے ۳۰ ترقی یافتہ رکن ممالک میں اعلیٰ معیار کے لحاظ سے جنوبی کوریا کا نمبر پہلا ہے۔ جب کہ جنوبی کوریا تعلیم پر رقم خرچ کرنے والے ممالک کے لحاظ سے درمیانے درجے کا ایک ملک ہے جہاں OECD کے دیگر ممالک کے مقابلے میں جماعتوں میں ایک جماعت میں طلبہ کی تعداد بہت زیادہ یعنی ۳۵ ہے۔ جماعت میں طالب علموں کی اس کثرت کے باوجود مختلف مضامین میں طلباء کی کارکردگی کے پیمانوں کے حوالے سے جنوبی کوریا کے طالب علم غیر معمولی کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔ ریاضی کے طلباء کی عالمی فہرست میں جنوبی کوریا کے طالب علم دوسرے نمبر پر ہیں۔ سائنسی مضامین میں بھی جنوبی کوریا کے طلباء پہلے دس نمبروں پر ہی ہیں۔

کیا اعلیٰ نمبروں کا حصول خودکشی بڑھا دیتا ہے:

مگر کیا کاغذوں پر نظر آنے والی یہ کامیابیاں حقیقی زندگی کی کامیابی اور خوشی کی ضامن ہوسکتی ہیں؟ اگر

امتحانات میں اچھے گریڈ لانا اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانا پرسکون زندگی کی ضمانت ہوتا تو شاید جنوبی کوریا نوجوانوں میں خودکشی کے حوالے سے سرفہرست نہ ہوتا۔ کاغذوں پر مسرت، خوشی اور کاغذی نوٹوں سے راحت اور طمانیت اور تعیّشات زندگی حاصل کرنے کی اس دوڑ نے یہاں کے نوجوانوں کو شدید قسم کے جذباتی دباؤ کا شکار کردیا ہے۔ اداسی یا غصہ [Sorry or angry] جنوبی کوریا کے طالب علموں کا عمومی رویہ ہے جس کا اظہار تعلیم سے بھاگنے کے ساتھ ساتھ خودکشی کے ذریعے ہوتا رہتا ہے۔ جنوبی کوریا کا شمار دنیا میں خودکشی کی تیز رفتار ترین شرح رکھنے والے ممالک میں ہوتا ہے۔ ۲۰۰۳ء میں جنوبی کوریا کے ۱۵ سے ۱۹ سال کی عمر کے نوجوانوں میں خودکشی کی شرح ایک لاکھ پر آٹھ ہے۔

مقابلے کے رجحان نے خودکشی کو ارزاں کردیا:

جنوبی کوریا کی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل طالبہ کا کہنا ہے کہ اسکولوں میں مقابلے کا رجحان انتہائی سخت ہے جس کی وجہ سے طلباء میں زیادہ سے زیادہ پڑھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتی ہے کہ اس کے اندر دباؤ برداشت کرنے کا حوصلہ ہے مگر تمام طلباء میں اس قدر دباؤ برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔

پڑھائی، پڑھائی اور صرف پڑھائی کی نفسیات نے ہر اس چیز کو ترک کرنے پر مجبور کردیا جو اس دوڑ میں رکاوٹ ہو۔ اسکولوں میں بچیوں پر لمبے بال رکھنے کی پابندی تھی [جواب ختم کردی گئی ہے] کیونکہ اس سے وقت ضائع ہوتا ہے۔ ٹیوشن سے واپسی پر اپنے گھروں کو واپس جاتے ہوئے جوق در جوق طلباء اپنے کانوں میں مائیکروفون پر کچھ سنتے نظر آتے ہیں ان میں چند موسیقی سے لطف اندوز ہو رہے ہوتے ہیں، مگر ان کی اکثریت ریکارڈ کیے ہوئے لیکچرز سنتی ہوئی پائی جاتی ہے۔

اسکولوں کے پرنسپل کا کہنا ہے کہ ہمیں اسکول کی، حکومت اور والدین کی مدد کی ضرورت ہے۔ اسکولوں کی مدد کی ضرورت اس لیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی مواد بچوں پر لادیں، حکومت کی اس لیے کہ وہ لائبریریاں قائم کرے تاکہ بچے چھٹی کا دن بھی یہاں گزاریں اور والدین کی مدد کی ضرورت اس لیے کہ وہ اسکول، ٹیوشن اور ریکارڈ اور دیگر سہولیات کے لیے سرمایہ مہیا کرسکیں۔

ایک طالبہ Hyo Jong کا کہنا ہے:

A school at the time she was "sorry and angry" and wanted to get out of there.

حب الوطنی کا مطلب زیادہ پیسہ کمانے کی صلاحیت:

یہ بچے ایک ایسے معاشرے میں پروان چڑھ رہے ہیں جہاں حب الوطنی کا مطلب زیادہ سے زیادہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا ہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ پیسے کمائے جاسکیں کیونکہ ترقی پیسے سے ہوتی ہے کیونکہ پیسہ پیسے کو کھینچتا ہے۔ جنوبی کوریا کے ایک اسکول کے پرنسپل جنھوں نے اپنا نام بتانے سے انکار کردیا، کا کہنا ہے:

"The success of South Korean System is our ethical character and enthusiasm for education. We have had hard time in South Korea, but we now have a zeal and enthusiasm for learning."

''جنوبی کوریا کے تعلیمی نظام کی کامیابی کی وجہ ہمارا اخلاقی کردار اور تعلیم کے لیے ہمارا جذبہ ہے۔ ہم نے جنوبی کوریا میں بہت سخت دور گزارا ہے مگر اب ہمارے اندر سیکھنے کا جذبہ اور ذوق پیدا ہو چکا ہے۔''

جنوبی کوریا: بچے غیر فطری زندگی بسر کر رہے ہیں

جنوبی کوریا کے پاس انتہائی محدود قدرتی وسائل ہیں اور مادی ترقی کی اس دوڑ میں اس کے پاس صرف انسانی وسائل کا سرمایہ ہے جس کے ذریعے وہ دولت کے انبار لگا سکتا ہے اور معاشی کامیابی کے ذریعے ایک طاقتور ملک بن سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے قوم زیادہ سے زیادہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم سے بہرہ مند ہو اور کام اور صرف کام کو ہر شے پر ترجیح حاصل ہو کیونکہ کام کے ذریعے ہی ہم [Human capital] سرمایہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تعلیم اور زیادہ سے زیادہ کام کو اپنی اولین قومی ذمہ داری سمجھتے ہیں، اس قومی ہدف کے باعث کوریا کا ہر فرد اور ہر بچہ سرمایہ دارانہ نظام کا کل پرزہ بن گیا ہے جس کا مقصد سرمایہ کی مسلسل فراہمی ہے، اس کے ذریعے مادی اور کاغذی کامیابی تو حاصل کر لی گئی مگر اس کی قیمت یہ ادا کی جا رہی ہے کہ یہاں کے لوگ ایک غیر فطری طرز زندگی پر مجبور ہیں، بچوں کے لیے نیند، آرام اور فارغ اوقات میں تفریح ''اجنبی الفاظ بن چکے ہیں'' اور ''ذہنی دباؤ'' قومی مرض بن چکا ہے، دنیا کی تاریخ میں کسی تہذیب کے بچوں نے کام کے دباؤ، سرمایہ کی خواہش تعلیم کے بوجھ اور سرمایہ دارانہ مطابقت کے نتیجے میں خودکشی نہیں کی۔ پوری تاریخ میں خودکشی کی کوئی روایت نہیں ملتی لیکن کوریا میں کی جانے والی خودکشی صرف کوریا کی قومی علامت نہیں یہ سرمایہ دارانہ نظام سرمایہ داری کے نتائج و ثمرات کی ایک بدترین شکل ہے۔

انفرادی کامیابیوں اور قومی مقاصد کے حصول کی اس دوڑ میں پستے ہوئے انسانوں کا حال کچھ ایسا ہی ہے کہ مقابلے کی اس فضا نے شدید ذہنی احتجاج پر آمادہ کر دیا ہے۔ دباؤ نے خودکشیوں کی تعداد میں بے انتہا اضافہ کر دیا ہے اور سیؤل میں عوام انفرادی آزادی، عزت اور دیانت دارانہ نظام کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

سخت تعلیمی نظام اور مقابلے نے نہ صرف بچوں بلکہ والدین کی زندگی بھی دشوار بنا دی ہے۔ اسکول کی زندگی کی سختیوں کے ساتھ والدین پر پڑنے والا مالی بوجھ بھی ان کی تکالیف میں اضافہ کر رہا ہے۔

نجی اسکول: اسی فی صد بچے ٹیوشن لیتے ہیں

شام کے سات بجے نجی ٹیوشن (hagwon) کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ ۸۰ فیصد طلباء دنیا کے اعلیٰ ترین تعلیمی نظام اور اعلیٰ ترین تعلیم گاہوں میں پڑھنے کے باوجود مجبور ہیں کہ اسکول میں اعلیٰ کارکردگی کے لیے ٹیوشن لیں۔ مگر یہ بوجھ اٹھائے بغیر چارہ نہیں اس کے بغیر اچھی ملازمت، اچھی تنخواہ، پرتعیش زندگی نہیں مل سکتی۔

ہرنجی اسکول میں شام کو ٹیوشن کا مربوط نظام موجود ہے مگر مقابلہ اور مسابقت اس قدر شدید ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے کیونکہ بہترین یونیورسٹی میں داخلہ، مادی مستقبل کو محفوظ کرسکتا ہے لہٰذا طلباء و طالبات اپنی تمناؤں، خواہشات اور معاشرتی معیارات کو قائم رکھنے کے باعث شام کی کلاسز لینے کے لیے مجبور ہیں۔ یہ مجبوری ایک قومی ذمہ داری اور قومی ہدف بن گئی ہیں۔ صبح سے شام تک تعلیم، تدریس، مطالعے میں مصروف رہنے کے باوجود ان کے پاس تعلیم کا بہت کم وقت رہتا ہے۔ لہٰذا تفریحات ان کی زندگی سے خارج ہوگئی ہیں۔ بچوں کے کانوں میں آپ کو کیسٹ لگے ہوئے ملیں گے لیکن اس میں طلبہ شام کی کلاسز کے لیے ریکارڈ کیے ہوئے لیکچرز سنتے ہیں اور تعطیل کا دن لائبریری میں پڑھائی کی مصروفیات میں گزارتے ہیں۔

تھکن کوریائی نوجوانوں کے لیے فطری معاملہ ہے:

اگرچہ اس بوجھ کو کم کرنے کے لیے مختلف اقدامات کیے جا رہے ہیں مگر ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے اور پرآسائش، جدید اور پرتعیش زندگی کے حصول کے لیے طلباء اور والدین خود اس بوجھ کو ہلکا کرنا نہیں چاہتے۔ تعلیمی دن ہفتے میں چھ سے پانچ کر دیے گئے ہیں مگر اس کے باوجود طلباء ہفتہ وار تعطیلات کتابوں اور تعلیمی کاموں میں گزار دیتے ہیں۔ گھر والوں اور عزیزوں سے ملنے کا وقت نہیں ہے۔ طلباء کی اکثریت ہفتے کا دن لائبریری میں گزارتی ہے۔ اگر ان سے ان کے فارغ وقت کا پوچھا جائے تو ان کا جواب ہوگا کہ ہمارے پاس کوئی فارغ وقت نہیں ہے۔ تھکن کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ یہ ہماری زندگی ہے اور ہمارے لیے یہ ایک فطری معاملہ ہے۔ اس قدر سخت نوجوانی کا دور شاید وہ ایک ایسے سنہری مستقبل کی امید میں گزار رہے ہیں جب وہ معاشی دوڑ میں داخل ہو کر اعلیٰ ترین ملازمین حاصل کرلیں گے اور زندگی کے وہ تمام تعیشات حاصل کرلیں گے جن کا وہ خواب دیکھ رہے ہیں مگر وہ یہ بھول رہے ہیں کہ انھیں ایک دوڑ سے نکل کر دوسری دوڑ میں شامل ہو جانا ہے تعیشات اگر انھوں نے حاصل بھی کر لی تو وہ اس سے شاید وقت کی کمی کی وجہ سے فیض یاب نہ ہوسکیں گے۔

یہاں کے لوگ اس الزام سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ ملک نے اپنے نوجوانوں پر غیر ضروری بوجھ ڈالا ہوا ہے مگر وہ اس بوجھ کو کم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں جنوبی کوریا OECD کی لیگ ٹیبل پر ۲۴ ویں نمبر پر تھا اور اب یہاں سب سے زیادہ بنیادی تعلیم رکھنے والی آبادی ہے۔

جنوبی کوریا میں یونیورسٹی تک تعلیم جاری رکھنے والے طلباء کی تعداد کے لحاظ سے دنیا بھر میں تیسرے نمبر پر ہے اور ریاضی میں یہ تعلیم کی بین الاقوامی درجہ بندی میں تیسرے نمبر پر ہیں۔ برطانیہ اس معاملے میں ۲۲ ویں نمبر پر ہے یعنی کوریا سے ۱۹ قدم پیچھے۔ برطانیہ میں ۱۶ سال کے ۲۳ فیصد طلباء مختلف وجوہات کے باعث تعلیم ترک کر دیتے ہیں۔

زبردست تعلیمی نظام کی قیمت: خودکشی

اس معیار کی انھیں کیا قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے اس سے قطع نظر وہ اس بات پر خوش ہیں کہ وہ برطانیہ

اور امریکہ کو تعلیمی معیار میں پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔ مگر یہ بھول چکے ہیں کہ وہ موت، خودکشی کے معاملے میں بھی برطانیہ اور امریکہ سے بہت آگے نکل گئے ہیں۔ انھیں یہ سن کر خوشی ہوتی ہے کہ برطانیہ کو اپنے نظام تعلیم میں بہتری پیدا کرنے میں دشواریوں کا سامنا ہے اور وہ تعلیم کی عالمی درجہ بندی میں ۲۲ویں نمبر پر آ گیا ہے۔ وہ اسے ہی کامیابی سمجھ کر حقیقی خوشی اور کامیابی سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

معاشی کامیابی کی ضمانت موت کی ضمانت بھی ہے:

کوریا کے بچوں کی تعلیمی کامیابیوں کے ریکارڈ کی وجہ سے دنیا بھر سے لوگ اس نظام کے مشاہدے کے لیے آ رہے ہیں کیونکہ یہ نظام معاشی کامیابیوں کی ضمانت دے رہا ہے، اس نظام سے فیض اٹھانے والے طلباء بین الاقوامی درجہ بندیوں میں سرفہرست نظر آتے ہیں مگر ان کی سماجی زندگی کس قدر ناکام ہے اور کامیابیوں کے اس سفر میں شدید ذہنی دباؤ انسان کو خودکشی پر مجبور کر رہا ہے، ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ جدید زندگی کی منزل اور اس کا معیار صرف اور صرف سرمایہ ہے زندگی کا مقصد فرد کا مقصد، ریاست کا وظیفہ، خاندان کا ہدف، قومی زندگی صرف اور صرف روپے پیسے کا نام ہے۔ عہد حاضر کا خدا اور عہد حاضر کا پیغمبر نعوذ باللہ نعوذ باللہ صرف اور صرف سرمایہ ہو گئے ہیں کیونکہ زندگی کا سفر عہد حاضر میں سرمائے سے شروع ہو کر سرمایے پر ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سرمایہ کمانا ہی اصل مقصد زندگی ہے۔ وہ تعلیم، یا تعلقات کا تانا بانا، یا خاندان یا ادارہ یا علم جو روپے پیسے کے حصول میں معاون و مددگار نہیں۔ ایک رائیگاں بے کار اور بے وقعت چیز ہے۔ چیزوں کی وقعت، حیثیت، اہمیت اور تعین صرف ایک ہی پیمانہ سے ہو گی کہ اس کوشش و کاوش کے نتیجے میں کتنا سرمایہ پیدا ہوا۔ پیداواری عمل میں کتنا اضافہ ہوا، ہر قدر ایک ہی قدر میں مدغم ہو گئی ہے اور وہ سرمائے کا حصول ہے۔

خودکشی کرنے والے بوجھ تھے جو زیر زمین چلے گئے:

اسی لیے کوریا کے ماہرین تعلیم کہتے ہیں کہ سرمایہ کے حصول کے لیے ہمیں چار سطحوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکول کی سطح پر کہ جہاں ہم بتائیں گے کہ طالب علم کو کیا پڑھنا ہے کیسے پڑھنا ہے کب تک پڑھنا ہے۔ ماں باپ کی سطح پر کہ وہ حصول تعلیم کے لیے اپنے بچوں کو ممکنہ وسائل مہیا کریں۔ ریاست کی سطح پر کہ ریاست تعلیم کے شعبے کو اہمیت دیتی رہے۔ کتب خانے، یونیورسٹی وغیرہ کا سلسلہ جاری رہے اور سب سے بڑھ کر طالب علموں کی سطح پر کہ انھیں اپنی زندگی سے آرام کے لمحات اور نیند کو کم سے کم کر دینا چاہیے اس کے بغیر قومی ہدف capital کا حصول ممکن نہیں۔ یہ درست ہے کہ اس جبر کے نتیجے میں بچے خودکشی کر رہے ہیں، لیکن سرمایہ دارانہ نظام زندگی کے بے شمار فوائد کے مقابلے میں خودکشی کا نقصان بہت بڑا نقصان نہیں ہے، خودکشی تو اس بات کی علامت ہے کہ ہمارا نظام تعلیم زبردست کام کر رہا ہے جو اس نظام تعلیم سے ذہنی مناسبت پیدا نہیں کر سکے وہ کوریا اور زمین پر ایک بوجھ ہیں۔ انھوں نے ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بوجھ سے دنیا کو نجات دے دی ہے۔

ساحل مارچ ۲۰۰۷ء

Janobi Korea